مدینۃ المسیح

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام خاندان میں خدا کے فضل سے خیروعافیت ہے۔ ظفر احمد پسر حضرت میاں شریف احمد صاحب و مسعود احمد بن حضرت نواب محمد علیخاں صاحب بیمار ہیں احباب دعا فرماویں۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ اور برادر نیک محمد خانصاحب افغان سفر سے واپس آ گئے ہیں۔

جناب حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور بابو غلام محمد صاحب لاہور سے تشریف لائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے مضمون کی کامیابی کی خوشی پر جو کانفرنس مذاہب لنڈن میں پڑھا گیا۔ مدرسہ احمدیہ و مدرسہ ہائی اور دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں چھٹی کی گئی۔

موضع ڈلہ متصل قادیان کی ایک نہایت مخلص احمدی خاتون عصمت بی بی ۶۵ سال کی عمر میں فوت ہو گئیں۔ مرحومہ نے وصیت کی ہوئی تھی مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئیں۔ ان کے والد سید احمد شاہ صاحب نے جو حضرت

نظم

تاریخ شہادت حضرت نعمت اللہ خان شہید

(از جناب مولوی غلام احمد صاحب اختر اوچ)

اے خاکِ کابل از تو دگر اینچہ کار شد — کردارِ زشت و لعنتے از کردگار شد

در باغ کارنامہ درختے نشاندۂ — نفرین دو جہاں ثمرش باربار شد

نارِ جہنمی وز زقوم نحس تو ، — امسال ہم نشد آں بر تلخیکہ بار شد

خوں بر نوشتۂ فَسَیَکْفِیْکَہُمُ رحیتی — تَبَّتْ یَدَا ک دستِ تو بس فتنہ کار شد

اسلام را بکارِ بدت متہم مکن — لعنت ! کہ دیں بایں ستمت داغدار شد

شرمت زخونِ سید عبد اللطیف باد ، — ہر قطرہ اش برغم تو صد اشتہار شد

صد آفریں بجان و تن نعمت اللہ است — ہر ذرہ اش بہ ملتِ احمد نثار شد

نعمت بنزدت آمد و نقمت شمردۂ — بر ناسپاسِ نعمتِ پروردگار شد

کافت ز کرب الف ز ابا بایت ز بلا است
در کربلا خروجِ حسین ار بہانہ بود
با خونش آبروی خود اِنحق بریختی
پنداشت طوقِ لعنتِ حق را چو طوقِ زر
اے بد نصیب خونِ مبشّر بریختی
با نیکواں بدی و نکو با بداں شدی
"بے شرم باش و ہر چہ ہمیخواہی آں بکن"
اے بے حیا دگر بچہ کسوت کنی ظہور
از خونِ بے گناہ حذر کن کہ خونِ تو
ہر قطرۂ کہ ریختی از خونِ بے گناہ
ظلمتکدہ شدی کہ ز تاریکی دروں
بزدل! ز استقامت او عبرتے پذیر

لامت ز لعنت آفتت از یک ہزار شد
بر نعمت اللہ از چہ کفت سنگبار شد
ذکرِ تو زیں سپس بجہاں ننگ و عار شد
ملعونِ جور پیشہ ز پندار خوار شد
شیطاں بہ پشت دیو درونت سوار شد
ملعوں! نگر کہ جورِ تو بر جانِ جار شد
از او سعادت ایں سبقت استوار شد
رنگابِ تو ننگ گشت و شعارِ تو عار شد
اینک بقطرہ قطرہ او آبشار شد
طوفان خونہا است کہ چوں رود بار شد
ہر کس کہ از تو زاد سیہ روزگار شد
زر بر سحابِ جورِ تو کامل عیار شد

تاریخِ خونِ ناحقش آخر ز چرخ جُست
گفتا "بسنگہائے ستم سنگسار شد"
سنہ ۱۳۴۳ھ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا خط

سفر اور کثرت کام کی وجہ سے صحت پر اثر

حضرت خلیفۃ المسیح کا پہلا انگریزی میں لیکچر

انگلستان کے پریس اور پبلک کی خاص توجہ حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خط بنام حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب میں تحریر فرماتے ہیں:-

"میری طبیعت برابر بیمار ہے۔ اور بعض دفعہ دل کا دورہ ہونے لگتا ہے۔ مگر سفر کی وجہ سے پورا زور لگا کر اس کو بڑھنے نہیں دیتا۔ اور نہ آرام کر سکتا ہوں۔ اس وجہ سے اعصاب اور بھی کمزور ہوتے جاتے ہیں۔ اسہال بدستور ہیں۔ اور جگر سوائے روزانہ جلاب لینے کے بالکل کام نہیں کرتا۔ آج ڈیڑھ ماہ ہونے لگا۔ مگر افاقہ نہیں۔ صبح کے وقت تو نماز بھی نہیں پڑھا سکتا۔ تیمم سے چارپائی کے پاس ہی پڑھنی پڑتی ہے بخار کی سی حالت بھی ہو جاتی ہے۔ کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوب ہو رہا ہے۔ سب احباب مشغول ہیں۔ کل (۹ ستمبر) میں نے پہلی دفعہ انگریزی میں لیکچر پڑھا۔ لوگ کہتے ہیں کہ لہجہ اچھا تھا۔ بہرحال لوگ سمجھ گئے۔ میں اب انگریزی میں خود ہی گفتگو کرتا ہوں۔ ترجمان نہیں رکھتا۔

واقف لوگ کہتے ہیں۔ کہ جس قدر مضامین میری آمد پر لکھے گئے ہیں۔ اور جس طرح پریس نے متواتر توجہ کی ہے اس طرح کبھی کسی کی آمد پر نہیں ہوا۔ ایک بنگالی صاحب جو یہاں بہت بار سوخ ہیں۔ اور بڑے بڑے لارڈوں اور

آپ لوگوں کی طرف لوگ بہت متوجہ ہیں۔ یہ غیر معمولی کامیابی ہے۔ اب لوگ درخواستیں کر کر کے خود ملنے کے لئے آتے ہیں کئی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر انکو خواجہ والا مسلمان بنایا جائے۔ تو فوراً ہو جائیں۔ پرانے نو مسلموں میں بھی تحریک ہونے لگ گئی ہے۔ اور مختلف تقریبوں پر آنے لگے ہیں۔"

(ایڈیٹر) اگرچہ اس خط پر تاریخ درج نہیں ہے جس سے معلوم ہو سکے۔ کہ یہ کس تاریخ کو لکھا گیا ہے۔ لیکن چونکہ جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کے خط بنام ایڈیٹر سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حضور نے پہلا انگریزی لیکچر ۹ ستمبر کو پڑھا۔ اس لئے اندازہ ہے کہ ۱۰ یا ۱۱ ستمبر کو یہ خط لکھا گیا۔ اور ۱۱ ستمبر وہاں سے بذریعہ ڈاک روانہ ہوا ؂

حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت طبع اور کام کی کثرت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا جو خط اس ہفتہ کی ولایتی ڈاک سے ایڈیٹر الفضل کے نام آیا ہے۔ اس میں حضور تحریر فرماتے ہیں:-

عزیز مکرم! السلام علیکم

"آپ کے خطوط برابر آتے رہتے ہیں۔ جزاکم اللہ۔ میری صحت بہت خراب ہے۔ ہندوستان سے بدرجہا زیادہ۔ کام کی یہ حالت ہے کہ دو بجے سے پہلے تو مجھے نہیں یاد کہ ایک دن بھی سونا ملا ہو۔ اب لیکچروں کا سلسلہ شروع ہونیوالا ہے۔ قریباً ہر تیسرے چوتھے دن ایک لیکچر ہے جسے مجھے لکھنا ہو گا۔ کیونکہ اس کے بغیر ترجمہ نہیں کیا جا سکتا۔"

یہ خط بھی ۱۱ ستمبر کے قریب کا لکھا ہوا ہے۔ کیونکہ ۱۱ ستمبر کی ڈاک میں لنڈن سے روانہ ہوا ہے۔ چونکہ حضور کی صحت پر کثرت کام اور دن رات کی بے حد مشغولیت کی وجہ سے بہت اثر پڑ رہا ہے اور حضور آرام حاصل کرنے کے متعلق بھی کوئی التماس منظور نہیں فرماتے۔ اس لئے جماعت حضور کی صحت و عافیت اور کامیابی و کامرانی کے لئے پہلے سے بھی زیادہ دعاؤں پر زور دے۔

ولایت کی ڈاک

اس ہفتہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک مضمون جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی رپورٹ اور جناب بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کی لکھی ہوئی ڈائری موصول ہوئی ہے۔ یہ مضامین انشاء اللہ آئندہ پرچوں میں شائع کئے جائیں گے ؂

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - یوم پنجشنبہ - ۲ ؍ اکتوبر سنہ ۲۴ء

"زمیندار" کابل کے سفاکانہ قتل کی حمایت میں

(نمبر ۲)

"زمیندار" اور "دربار کابل"

قبل اس کے کہ "زمیندار" کے بیان کردہ بقیہ امور کے متعلق کچھ لکھا جائے۔ دو باتیں عرض کرنا ضروری ہیں۔ ایک تو یہ کہ گذشتہ مضمون میں جو یہ لکھا گیا ہے کہ "زمیندار" کابل کے شرمناک اور سفاکانہ فعل کی حمایت میں سب سے زیادہ شور و شر اس لئے مچا رہا ہے کہ تا "دربار کابل" سے "امداد" حاصل کرنے کے متعلق اپنی عرضداشت یہ کہکر منظور کرا سکے۔ کہ اس ننگ انسانیت فعل کی اس نے تمام اخباروں سے بڑھ کر تائید اور حمایت کی ہے۔ یہ ابھی سے اس نے کہنا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ ۲۷ ؍ ستمبر کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔

"اردو اخبارات میں سے اس معاملہ میں سب سے بڑھکر افغانستان کی تائید زمیندار نے کی ہے"

یہ الفاظ کابل کی سیاہ کاری اور ستم شعاری کی تائید کرنے میں سب سے بڑھنے والے "زمیندار" نے یونہی نہیں لکھے۔ بلکہ ان میں بھی وہی راز پنہاں ہے۔ جو حیدر آباد دکن کے اُمراء کو یہ کہنے میں تھا۔ کہ چونکہ "زمیندار" نے استرداد برار کے متعلق سب اخباروں سے بڑھ کر تائید کی ہے۔ اس لئے اسے کچھ عنایت فرمایئے۔

ممکن ہے زمیندار "دربار کابل" سے کچھ حاصل کر لے۔ لیکن انتہا درجہ کے شرمناک ظلم و ستم کی تائید میں سب سے بڑھکر ہاتھ مارنا اس کے لئے دین و دنیا کی لعنت ثابت ہوگی۔ اس پر وہ جتنا چاہے۔ فخر کرے۔

"زمیندار" کی طرف سے مسلمانوں کو مرتد کرنیکی اجازت

دوسری بات یہ ہے۔ کہ "زمیندار" نے اپنے مضامین میں بڑے زور شور کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہے کہ:۔

"تمام دنیا کے مسلمان علماء اسپر متفق ہیں کہ اسلام میں کفر و ارتداد کی سزا قتل ہے"

اور پھر لکھا ہے:۔

"مرتد اور باغی کو کم از کم قتل کی سزا دی جائے"

اور اسی بناء پر اس نے مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید کے قتل کے متعلق بقول خود سب اخباروں سے بڑھکر حمایت کی ہے۔ لیکن کس قدر حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ یہی "زمیندار" جس کے نزدیک مرتد کی سزا کم از کم قتل ہے۔ اور جس کے خیال میں شریعت اسلامیہ کا یہ ایسا متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ جس پر تمام دنیا کے مسلمان علماء متفق ہیں۔ وہی گاندھی جی کی خاطر بڑی فراخ دلی اور وسیع حوصلگی سے ہندو صاحبان کو یہ دعوت دے رہا ہے۔ کہ تم بڑی خوشی سے مسلمانوں کو ہندو بناؤ۔ ہمیں اسپر کوئی اعتراض نہیں۔ چنانچہ ہندو مسلمانوں کو دعوت اتحاد دیتا ہوا لکھتا ہے:۔

"تمہیں اس بات پر مجبور نہیں کیا جاتا کہ اکھاڑے نہ بناؤ دنگل قائم نہ کرو۔ مسلمانوں کو ہندو نہ بناؤ۔ ہندوؤں کو حلقہ اسلام میں داخل نہ کرو۔ تم یہ سب باتیں کر سکتے ہو"

(زمیندار ۲۷ ؍ ستمبر)

گویا "زمیندار" ہندوؤں کو کھلی اجازت دے رہا ہے کہ مسلمانوں کو ہندو بناؤ یعنی انہیں مرتد کر لو۔ اسے اسپر کوئی اعتراض نہیں اب سوال یہ ہے۔ کہ جب "زمیندار" کے نزدیک شریعت اسلامیہ میں مرتد کی کم از کم سزا قتل ہے۔ تو کیا وہ ہندوؤں سے یہ کہہ رہا ہے۔ کہ تم مسلمانوں کو مرتد بناؤ۔ تاکہ وہ "قتل" کی کم از کم سزا کے مستحق بنیں۔ اور مسلمان علماء ان کے قتل کا فتویٰ دیکر اس کے اجراء کا شرف حاصل کریں۔ پھر کیا وہ فعل جس کی سزا "زمیندار" کے نزدیک اسلام میں قتل ہے۔ اس کے کرنے کی اجازت دینے والے کے لئے بھی "فقہ حنفیہ" نے کوئی سزا مقرر کی ہے یا نہیں ایسا شخص تو مرتد سے بھی زیادہ قابل سزا ہے۔ اور "زمیندار" نے اپنے آپ کو اسی درجہ پر رکھا ہے۔

کیا یہ "زمیندار" کے لئے شرم کا مقام نہیں کہ وہ ہندوؤں کو تو کھلے دل سے اجازت دے رہا ہے۔ کہ مسلمانوں کو مرتد بنائیں جس کا یہ مطلب ہے۔ کہ مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہونیوالے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اُمت کہلانے والے اسلام اپنا مذہب بتلانے والے خدا اور اس کے رسول کو علی الاعلان گالیاں دینے والوں کے ساتھ جا ملیں۔ اور خود وہ بھی اسلام کے متعلق وہی رویہ اختیار کر لیں۔ جو انہیں مرتد کرنے والوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ یہ بات تو "زمیندار" کو پسند ہے۔ اس لئے تو وہ بڑی خوشی سے اجازت دے رہا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ روحانی زندگی پاکر۔ اسلام کی خوبیوں سے آگاہ ہوکر۔ اسلام کی صداقتوں کا مشاہدہ کرکے اور اسلام کے تمام احکام پر عمل پیرا ہوکر سچے اور پاکباز مومن کی سی زندگی بسر کرے۔ تو "زمیندار" کے نزدیک اس کی کم از کم سزا قتل ہو۔ یہ ہے وہ اسلام جس پر "زمیندار" کو فخر ہے۔ ہائے افسوس۔ اس زمانہ میں ایسے ہی لوگوں نے اسلام کو بدنام کر رکھا ہے۔ جو اسلام کی بدنامی اور بربادی کا موجب بننے کی وجہ سے خود بھی ذلت اور تباہی کے گڑھے میں گر رہے ہیں۔ لیکن اب بھی عقل و سمجھ سے کام لینے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔

"زمیندار" نے کتنے رنگ بدلے

کابل کے سفاکانہ فعل کی تائید میں "زمیندار" نے دوسری بات یہ پیش کی ہے۔ کہ چونکہ حکومت کابل کا یہ قانون ہے۔ کہ اس کی سلطنت میں کسی فرقہ کا انسان اپنے عقائد کی تبلیغ نہ کرے۔ اور مولوی نعمت اللہ خان نے احمدیہ عقائد کی تبلیغ و اشاعت کی ہوگی۔ اس لئے اس قانون کی خلاف ورزی کی بناء پر سنگساری کی سزا دینے میں حکومت کابل حق بجانب تھی۔ لیکن یہ عذر۔ عذر گناہ بدتر از گناہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ کابل کی تینوں عدالتوں کا اصل اور صحیح فیصلہ پیش کیا جا چکا ہے۔ اور "زمیندار" خود بھی اس فیصلہ کو شائع کر چکا ہے۔ اس میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے۔ جس سے یہ سمجھا جا سکے۔ کہ مولوی نعمت اللہ خان صاحب پر اپنے عقائد کی تبلیغ کرنے کا الزام لگایا گیا ہے۔ اور وہ اس قانون کے ماتحت جس کا "زمیندار" نے حوالہ دیا ہے۔ چونکہ مجرم ثابت ہوا ہے۔ اس لئے سنگساری کی سزا دی گئی ہے۔ بلکہ فیصلہ میں سنگساری کی وجہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا اور آپ کے اعتقادات کو تسلیم کرنا قرار دی گئی ہے۔ پس جو الزام حکومت کابل نے "شہید مرحوم" پر نہیں لگایا۔ اسے پیش کرکے کابل کے ناپاک فعل کو جائز ثابت کرنا کہاں کی دیانتداری ہے۔ "زمیندار" نے کابل کی اس بے جا حمایت میں جس قدر رنگ بدلے ہیں۔ انہیں دیکھ کر اس "خادم اسلام" کی ایمانداری پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے پہلے اس نے اس بات سے قطعاً انکار کیا کہ مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید کا قتل احمدیت کی وجہ سے نہیں ہو سکتا۔ اس کا موجب کوئی سیاسی جرم ہوگا لیکن جب اس کی تردید کابل کی عدالتوں کے فیصلہ سے

ہو گئی۔ تو لکھ دیا۔ کہ اگر یہ بات درست نہیں۔ تو یہ تو ضرور درست ہے کہ نعمت اللہ خان نے اپنے عقائد کی تبلیغ کی ہو گی۔ لیکن چونکہ یہ بھی بالکل بادر ہوا بات تھی۔ اس لئے اس پر بھی قائم نہ رہا۔ اور پھر یہ رنگ اختیار کیا کہ چونکہ احمدی اپنے عقائد کی وجہ سے مرتد ہیں۔ اس لئے ان کی سزا قتل ہے۔ اور امیر کابل نے نعمت اللہ خان کو جو سزا دی ہے۔ وہ شریعت اسلامیہ کے احکام کے ماتحت ہونے کی وجہ سے بالکل صحیح اور درست ہے۔ لیکن جب ہم نے کابل کے ذمہ وار ارباب حکومت کے تحریری مواعید کو پیش کر کے پوچھا۔ کہ جس وقت ان تحریروں کے ذریعہ ہمیں احمدیوں کی حفاظت کے وعدے دئے جا رہے تھے۔ اسوقت بھی کابل کی حکومت احمدیوں کے عقائد سے واقف تھی۔ احمدی اگر اپنے عقائد کی وجہ سے قابل قتل تھے۔ تو ان کی حفاظت کے وعدے ہی کیوں دئے گئے۔ اور جب وعدے دئے گئے تو اب احمدیہ عقائد کی بنا پر ایک احمدی کو سنگسار کرنا حد درجہ کی ہوکہ دہی اور شرمناک وعدہ شکنی ہے۔ تو "زمیندار" نے ایک اور رنگ بدلا۔ اور یہ لکھ دیا ہے کہ:۔

"مختلف ذرائع سے یہ اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ کہ خوست کی بغاوت میں احمدی عناصر سب سے بڑھ کر کارفرما رہے ہیں۔ اور انہی کے ذریعہ سے باہر کا روپیہ اور باہر کا سامان جنگ باغیان خوست میں تقسیم ہوتا رہا ہے۔ افسوس کہ ہم بحالت موجودہ بوجوہ اس راز سے پردہ نہیں اٹھا سکتے۔ جو کچھ ہم نے سنا ہے۔ اگر اس کا عشر عشیر بھی صحیح ہے۔ تو وہ احمدیہ جماعت کے دامن پر ایسا بدنما داغ ہے۔ جو اس کے سارے نامۂ اعمال کو سیاہ بنا دینے کے لئے کافی ہے"۔ (زمیندار ۲۷ ستمبر)

ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ ایک ہی امر کا چوتھا پہلو ہے۔ جو پے در پے ناکام و نامراد ہو کر "زمیندار" نے پیش کیا۔ مگر یہ بھی اسی طرح جھوٹ اور سرتاپا غلط ہے۔ جس طرح اس کے پیش کردہ دیگر امور۔ لیکن بے حیائی اور بے شرمی کی حد ہے کہ "زمیندار" ایک بات کے جھوٹ ثابت ہونے پر دوسرا پھر تیسرا اور پھر چوتھا جھوٹ کا پلندہ پے در پے پیش کرتے ہوئے ذرا بھی شرم محسوس نہیں کرتا۔ بلکہ دروغ بیانی میں اپنا ہر قدم پہلے سے بڑھا کر رکھتا ہے۔ خوست کے باغی اس وقت خود احمدیوں کو بہت کچھ نقصان پہنچا چکے ہیں ایسی حالت میں "زمیندار" کی بے ہودہ سرائی پر کوئی توجہ بھی نہیں کر سکتا۔ کیا اسی حق پسندی کا "زمیندار" کو دعویٰ ہے۔ کہ وہ ایک جھوٹ کی تائید میں جھوٹ پر جھوٹ پیش کرتا جا رہا ہے اب دیکھئے۔ وہ اور کونسا کروٹ بدلتا ہے اور کیا رنگ اختیار کرتا ہے٭

تحریک خلافت اور جماعت احمدیہ

تیسرا امر "زمیندار" نے احمدیوں کو واجب القتل قرار دینے کے لئے یہ پیش کیا ہے کہ احمدیوں نے مرکز خلافت اور جزیرۃ العرب کو بچانے کی تحریک میں حصہ نہیں لیا۔ بلکہ اس کے تباہ کرنے والے انگریزوں کو اولوالامر قرار دیتے رہے ہیں۔

مرکز خلافت اور جزیرۃ العرب کی حفاظت میں "زمیندار" اور اسکے ہمخیال مسلمانوں نے جو کچھ کیا ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مرکز خلافت کو بچانے اور اس کی حفاظت کرتے کرتے "خلیفۃ المسلمین" کو بھی ڈبو بیٹھے ہیں۔ اور اب جبکہ خلافت کا کھلونا حکومت انگورہ نے ان کے ہاتھ سے چھین لیا تو ہاتھ پہ ہاتھ رکھے بیٹھے ہیں۔ خلافت کے نام سے جو لاکھوں روپیہ جمع کیا گیا تھا۔ وہ کچھ تو صدر خلافت کمیٹی کے کام آ گیا۔ اور کچھ دوسرے لیڈروں نے صرف کر لیا۔ اب کوئی ایک کوڑی بھی خلافت کے لئے دینے کو تیار نہیں۔ خلافت کمیٹیاں اپنے لئے نئے میدان تلاش کر رہی ہیں۔ لیڈر اخبار نویسی کا شغل اختیار کر کے دل بہلانے کی سبیل نکال رہے ہیں۔ بیچارے "خلیفۃ المسلمین" جن کی بدولت "زمیندار" اور اس کے لیڈروں نے دو تین سال شاہانہ اخراجات کے مزے لوٹے ہیں۔ اپنے ملک سے جلاوطن ہو کر ایک عیسائی ملک میں دن کاٹ رہے ہیں۔ اور اگر حضور نظام دکن جنہیں خلافتیوں نے اپنے عروج کے زمانہ میں صرف اس لئے بہت برا بھلا کہا تھا۔ اور سخت بدنام کیا تھا۔ کہ وہ کیوں ان کی تحریک میں حصہ نہیں لیتے "خلیفۃ المسلمین" کا وظیفہ نہ مقرر کر دیتے۔ نہ معلوم ان کی کیا حالت ہوتی انہیں کوئی پوچھتا بھی نہیں کہ تم کون ہو۔

جس تحریک خلافت کا ایسا شرمناک اور عبرت بخش انجام ہوا ہو۔ اس میں شریک نہ ہونے کی بنا پر حلقہ اسلام سے خارج کرتے ہوئے "زمیندار" کو کچھ تو شرمانا چاہیئے۔ رہی یہ بات کہ جماعت احمدیہ نے خلافتیوں کے ساتھ مل کر انگریزوں کی مخالفت نہ کی۔ جن پر مرکز خلافت کو تباہ کرنے اور جزیرۃ العرب کو برباد کرنے کا الزام لگایا جاتا تھا٭

اس کے متعلق گذارش یہ ہے۔ کہ جس حد تک انگریز ان معاملات کے ذمہ وار تھے۔ آئینی طور پر امام جماعت احمدیہ نے بڑے زور کے ساتھ اپنی رائے پیش کر دی تھی۔ جو بہت حد تک مؤثر بھی ثابت ہوئی٭

تحریک خلافت اور امیر کابل

مگر یہ تو بتایا جائے کہ خلافت کی تحریک میں اور جزیرۃ العرب کی حفاظت میں امیر کابل اور اس کی سلطنت نے کس قدر حصہ لیا تھا۔ حالانکہ وہ ایک خود مختار سلطنت کا حکمران تھا۔ اسکے پاس فوجی طاقت بھی تھی۔ اور وہ مسلمان ہونے کا مدعی بھی تھا۔ مگر باوجود اس کے نہ تو اس نے ایک کوڑی خرچ کی۔ اور نہ ہی ایک آدمی اس کام کے لئے دیا۔ پھر سب سے بڑھکر یہ کہ اس نے تمام ہندوستان کے خلافتیوں کی اس متفقہ عرضداشت کو نہایت ذلت اور حقارت کے ساتھ رد کر دیا۔ کہ امیر کابل اور انگریزوں کے درمیان جو جنگ ہو رہی تھی۔ اس میں انگریزوں کے شرائط تسلیم کر کے صلح نہ کی جائے۔ کیونکہ یہ مرکز خلافت کو تباہ کرنیوالے اور جزیرۃ العرب کو ایک غدار کے حوالے کرنیوالے ہیں۔ اگر انگریزوں کی حکومت میں رہ کر ان کی رعیت ہو کر انکے عدل و انصاف پر مبنی قوانین سے فائدہ اٹھا کر انہیں اپنا واجب الاطاعت حکمران کہنا ایسا ہی جرم ہے۔ جو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کا موجب ہو سکتا ہے۔ اور اس وجہ سے لاکھوں انسان خدا اور اس کے رسول کو ماننے ہوئے۔ اسلام کے احکام پر عمل کرتے ہوئے اور اشاعت اسلام اپنا فرض اولین سمجھتے ہوئے مرتد قرار پا کر واجب القتل ہو سکتے ہیں۔ تو "زمیندار" بتائے۔ کہ ایک خود مختار سلطنت کے حکمران کا انہی انگریزوں سے جنہیں وہ خلافت کو تباہ کرنے اور جزیرۃ العرب کی بربادی کا باعث بننے والا سمجھتا ہے۔ صلح اور دوستی قائم کرنا اسے کس سزا کا مستحق بنا دیتا ہے۔ اور کیا "زمیندار" نے کبھی امیر کابل کو اس سنگین جرم کا مجرم ٹھہرایا ہے۔ اگر نہیں۔ تو کیوں؟

امیر کابل کی حمایت کے لئے "خلافت ٹرکی" کے معاملہ میں جماعت احمدیہ پر اعتراض کرتے ہوئے "زمیندار" کو شرم کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ نے باوجود "خلافت ٹرکی" کو نہ مانتے ہوئے ترکوں کے فوائد کیلئے اپنی طرف سے آئینی طور پر پوری پوری کوشش کی۔ لیکن امیر کابل نے سلطان ٹرکی کو "خلیفۃ المسلمین" تسلیم کرنے اور ہر طرح کی امداد دینے کی طاقت رکھنے کے باوجود کچھ بھی نہ کیا۔ الٹا کچھ کیا۔ تو یہ کہ ہندوستان کے ہزاروں مرد عورتیں اور بچے جو اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اور تباہ و برباد کر کے ایک مسلمان کہلانے والی حکومت میں پناہ لینے گئے تھے۔ انکی تباہی اور ہلاکت کا باعث بنا۔ اور انہیں ہمیشہ کیلئے دنیا کے دھندوں سے آزاد کر کے اس نے اپنے ملک کیلئے کھاد بنا لیا۔ جو حکمران مہاجرین کہلانے والوں کا اس طرح قتل عام روا رکھ سکتا ہے۔ اسکی حمایت سوائے کسی ایسے اخبار کے جسے ذاتی مفاد کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا ہو۔ اور کوئی نہیں کر سکتا۔

کابل کو احمدیہ عقائد کی صداقت کے اظہار کیلئے چیلنج

چوتھا امر "زمیندار" نے یہ پیش کیا ہے۔ کہ جس قانون کے ماتحت مولوی نعمت اللہ خاں صاحب شہید کو قتل کیا گیا ہے۔ احمدیوں کو چاہیئے تھا۔ کہ اپنے عقائد اسلام کے مطابق ثابت کرکے اس کے نفاذ کو روکتے۔ اور مسلمانان عالم سے التجا کرتے۔ کہ وہ امیر کابل کو اس فیصلے پر نظر ثانی کی دعوت دیں ؛

اگر کسی قانون کے ماتحت کوئی جرم ثابت کیا جاتا۔ اور اس کے لئے سنگساری کی سزا دی جاتی۔ تو اس کے بدلوانے کا بھی سوال پیدا ہوسکتا تھا۔ اور اگر "امیر غازی" ہمیں اپنے عقائد کو مطابق اسلام ثابت کرنے کا موقع دیتے۔ تو ہم اس کے لئے بھی تیار تھے۔ لیکن جب قانون صرف علماء کا فتویٰ ہو اور وحشت اور درندگی اس حد تک بڑھی ہوئی ہو۔ کہ اپنے خیالات باطلہ کے خلاف ایک لفظ سننا بھی گوارا نہ ہو۔ تو قانون بدلوانے اور اپنے عقائد کی صداقت پیش کرنے کا کونسا موقع اور محل ہوسکتا ہے۔ ہم تو اب بھی اس بات کیلئے تیار ہیں۔ کہ اگر کسی ایسے مقام پر جہاں امن اور حفاظت کا قابل اطمینان انتظام ہو۔ اور امیر کابل اور اس کے علماء امن کے ساتھ ہمارے دلائل سن سکیں۔ تو ہم بڑی خوشی کے ساتھ اپنے عقائد کی حقانیت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پیش کرسکتے ہیں۔ کیا "زمیندار" اس قسم کے اجتماع کی امیر کابل کو تحریک کرکے منظور کرا سکتا ہے۔ اور وہ اس کے لئے کوشش کرے گا؟ مگر ہم جانتے ہیں۔ کہ امیر کابل مع کابل اور ہندوستان کے ان تمام علماء کے جن کے پاس سوائے فتویٰ بازی کے کچھ نہیں۔ اور حق کا مقابلہ دلائل کے ساتھ کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوئے جبر اور ظلم کے سہارے اپنے دین اور ایمان کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ ہرگز اس بات کی جرأت نہیں ہے۔ کہ ہمیں اپنے عقائد کی صداقت اور ان کے عقائد کی بطالت کا ثبوت پیش کرنیکا موقع دیں۔ اگر انہیں حق و صداقت سے واسطہ ہوتا۔ اور ان کی عقل وسمجھ پر وحشت اور درندگی نے قبضہ نہ پا لیا ہوتا۔ تو وہ ایک متقی اور پرہیزگار مسلمان کو بغیر اپنے عقائد کی صداقت ثابت کرنے کا موقع دینے کے ایسی وحشیانہ اور بے رحمانہ سزا نہ دیتے۔ جس پر تمام مہذب دنیا لعنت بھیج رہی ہے ایک بے کس۔ غریب اور بے یار و مددگار انسان کی نحیف و زار جان پر کابل کی سلطنت کا اپنی ساری درندگی ختم کردینا ثبوت ہے اس بات کا۔ کہ اس کے پاس حق کے مقابلہ میں سوائے جبر اور ظلم کے اور کچھ نہیں ہے۔ اور وہ صداقت اور حقانیت سے اتنی ہی دور ہے۔ جتنی وحشت اور درندگی۔ ظلم اور ستم۔ سنگ دلی اور قساوت قلبی کے قریب ہے ؛

مسلمانان عالم اور جماعت احمدیہ

"زمیندار" نے مسلمانان عالم سے التجا کرنے کا بھی مشورہ دیا ہے۔ لیکن مسلمانان عالم کا جو نمونہ مسلمانان ہند نے اس سفاکانہ قتل کے موقعہ پر دکھایا ہے۔ کیا وہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے۔ کہ دوسرے مسلمان بھی ہمارے متعلق بغض اور دشمنی میں کابل کے مسلمانوں سے پیچھے نہیں ہیں۔ بلکہ ان سے آگے ہیں۔ پھر ان سے التجا کرنے کا کیا مطلب۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے جو انسانیت کو چھوڑ کر درندگی کی حد تک پہنچ چکے ہوں۔ التجا کرنے کا ہمارے دل میں وہم و گمان بھی پیدا نہیں ہوسکتا۔ جو ہماری ایمانی غیرت کے قطعاً خلاف ہے ؛

اسلامی غیرت اور حمیت کس میں نہیں

ایک آخری بات جو "زمیندار" نے اور اس کے علاوہ دوسرے اخبارات نے بھی پیش کی ہے۔ یہ ہے۔ کہ حکومت کابل کے اس ستم شعارانہ فعل کے خلاف جمعیۃ الاقوام اور دول یورپ کو تار دینا اسلامی بے غیرتی اور اسلام کی بے عزتی ہے۔ کیونکہ ایک اسلامی سلطنت کے خلاف عیسائیوں سے شکایت کی گئی ہے۔

اگر کابل فی الحقیقت اسلامی سلطنت ہوتی۔ اور اسلام کی کچھ بھی عزت اور وقار اس کی نظر میں ہوتا۔ تو وہ کبھی اسلام کے نام پر ایسے وحشیانہ اور سنگ دلانہ فعل کا ارتکاب نہ کرتی۔ جس کی مرتکب اس زمانہ میں کوئی عیسائی سلطنت بھی نہیں ہوسکتی۔ مسلمانوں کا دعویٰ ہے۔ اور بجا دعویٰ ہے۔ کہ اسلام نے ہر معاملہ میں تمام دیگر مذاہب سے بڑھ کر اعلیٰ اور اکمل احکام دیئے ہیں۔ اور اسلام کی کوئی ایسی تعلیم نہیں ہے جس پر خواہ دنیا تہذیب کے کسی درجہ پر پہنچ جائے۔ جائز طریق سے اعتراض کرسکے۔ لیکن جو حکومت اسلام کی طرف یہ منسوب کرتی ہے۔ کہ اسلام اختلاف عقائد کی سزا قتل اور سنگساری تجویز کرتا ہے۔ اور پھر اپنے اس وحشیانہ خیال کو عملی جامہ بھی پہنا دیتی ہے۔ اسے اسلام سے کیا تعلق۔ وہ تو ان سلطنتوں سے بھی زیادہ اسلام کی دشمن اور بدخواہ ہے۔ جو اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب نہیں کرتیں مگر قرآن کریم کی اس تعلیم کے مطابق کہ "لا اکراہ فی الدین" دین کے معاملہ میں کسی قسم کی زبردستی اور جبر جائز نہیں۔ اپنا عمل رکھتی ہیں۔ ایسی سلطنتوں کو مذہب کے نام پر ظلم و ستم اور جفاکاری و سفاکی کرنے والی حکومت کے ناپاک فعل کی طرف توجہ دلانا اسلامی بے غیرتی نہیں۔ بلکہ اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے۔ تاکہ وہ اسلام کو ایسا ظالمانہ مذہب نہ خیال کریں جیسا کابل کی سلطنت نے پیش کیا ہے۔

پس اسے اسلامی بے غیرتی قرار دینا حد درجہ کی سفاہت اور بے ہودگی ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں۔ وہ لوگ جو "خلافت ٹرکی" کے قیام اور "خلیفۃ المسلمین" کی حفاظت کے لئے وائسرائے ہند کی چوکھٹ پر اپنے ناک رگڑ چکے ہیں۔ اور جو لنڈن پہنچ کر اسی مقصد کے لئے وزیراعظم کے پاؤں پر سر رکھ چکے ہیں۔ وہ کس منہ سے ہم پر اس لئے بے غیرتی کا الزام لگا سکتے ہیں کہ ہم نے جمعیۃ الاقوام کو کابل کے ناپاک اور خلاف اسلام فعل کی طرف توجہ دلائی۔ کسی عقلمند اور سمجھدار انسان کے لئے یہ قطعاً غیرت اور حمیت کے خلاف نہیں ہے۔ مگر جس وقت خلافت کا وفد وزیراعظم کے حضور پیش ہونے کے لئے انگلینڈ روانہ ہوا تھا۔ خود مسلمانوں اور باثر مسلمانوں کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا تھا۔ کہ یہ فعل غیرت اور مذہب کے بالکل خلاف ہے۔ چنانچہ اعظم گڑھ کے علمی حلقہ نے اس کا نام "خلافت کے لئے گداگری" رکھا تھا۔ جو لوگ اس درجہ ذلت اور بے غیرتی برداشت کرچکے ہوں۔ انہیں کسی کے جائز اور مناسب فعل پر بے غیرتی کا طعنہ دیتے ہوئے ضرور شرم آنی چاہیئے۔

"زمیندار" نے اس بات کو فخریہ رنگ میں پیش کیا ہے۔ کہ خلافت کے معاملہ میں ہندو بھی مسلمانوں سے متفق ہوگئے مگر یہ فخر کی نہیں۔ بلکہ شرم کی بات ہے۔ کہ مسلمانوں کو اپنے خاص مذہبی مسئلہ کے لئے ہندوؤں کا منت کش ہونا پڑا۔ اور اگرچہ ہندوؤں کی امداد بھی کچھ نہ بنا سکی۔ لیکن اس کی وجہ سے انہوں نے تھوڑے عرصہ کے بعد مسلمانوں کو ایسے ایسے دلدوز طعنے دیئے۔ کہ مسلمان سوائے ندامت کے اور کچھ نہ کرسکے۔

پس جن لوگوں کا ایک ایک فعل اسلامی غیرت اور حمیت کے لئے باعث ننگ و عار ہو۔ وہ چونکہ سمجھ ہی نہیں سکتے۔ کہ اسلامی غیرت کیا چیز ہوتی ہے اس لئے ان کی بیہودہ سرائی قطعاً التفات اور توجہ کے قابل نہیں ہے ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

مومنوں سے خدا تعالیٰ کا سودا

جماعت احمدیہ کی توجہ کے قابل

از حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب امیر جماعتہائے ہند

فرمودہ ۱۹ ستمبر ۱۹۲۴ء

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰاۃِ وَ الْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ وَذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (۹-۱۱۲) ؎

اللہ کا بندوں سے سودا

قرآن شریف کی جو آیت میں نے اس وقت پڑھی ہے اسمیں اللہ تعالیٰ ایک سودے کا ذکر کرتا ہے۔ جو اس نے مومنوں کے ساتھ کیا ہے فرماتا ہے۔ کہ میں نے مومنوں کے ساتھ جو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں۔ ایک بیع کی ہے۔ آگے سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ کونسی بیع ہے۔ جو اللہ نے مومنوں کے ساتھ کی ہے۔ اس کا جواب دیتا ہے۔ کہ مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے۔ جس طرح کہ بیع میں کچھ دیا جاتا ہے۔ اور کچھ لیا جاتا ہے۔ اسی طرح مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو لے لیا گیا ہے۔ اور جو ان کو اس کے عوض میں دیا گیا ہے۔ وہ جنت ہے۔ پس مومنوں کے ساتھ اس قسم کا سودا کیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنی جانوں اور مالوں کو خدا تعالیٰ کے راستہ میں وقف کر دیں اور جب وہ خدا کے لئے سب کچھ قربان کر دینگے۔ تو ان کو ان کی اس قربانی کے عوض میں جنت دی جائیگی۔ یہ جنت کے دینے کا وعدہ ایسا ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کیا ہے۔ یہی جنت دینے کا وعدہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کے ساتھ کیا تھا۔ اور یہی شرائط انہوں نے بھی پیش کی تھیں۔ پھر یہی وعدہ جنت دینے کا حضرت موسیٰ کے بعد حضرت عیسیٰؑ نے بھی کیا۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہی وعدہ مومنوں کو قرآن شریف میں دیا گیا۔ اور یہی وہ وعدہ ہے۔ جو خدا تعالیٰ ہمیشہ سے اپنے پاک بندوں کے ساتھ کرتا آیا ہے۔ اور بڑے بڑے انبیاء نے اس وعدے کو اپنے وقت کے لوگوں کو سنایا۔ چنانچہ یہ وعدہ تین دفعہ بڑے بڑے نبیوں کے ذریعہ سے ان کی قوموں کے ساتھ کیا گیا۔ ایک دفعہ حضرت ابراہیمؑ کے ذریعہ ان کی قوم کے ساتھ۔ پھر دوسری دفعہ حضرت موسیٰؑ کے ذریعہ بنی اسرائیل کے ساتھ۔ پھر حضرت عیسیٰؑ کے ذریعہ اس طرح یہ وعدہ مختلف انبیاء کے ذریعہ ان قوموں کیساتھ خدا تعالیٰ نے کیا۔ تا مومنوں کو اس وعدہ کے پکے ہونے کا یقین دلائے۔ اور وہ یہ سمجھ لیں۔ کہ خدا تعالیٰ سے بڑھکر کون وعدہ پورا کرنیوالا ہے۔ تا اس یقین کے حاصل ہوتے ہی وہ یہ سودا کرنے پر راضی ہو جائیں۔ اور اپنی جانوں اور مالوں کو خدا تعالیٰ کے راستہ میں پیش کر دیں۔ اور کسی قسم کا نہ مالوں سے اور نہ جانوں سے خدا تعالیٰ کی راہ میں بخل کریں۔ اس وعدہ کو خدا نے مختلف نبیوں کے ذریعہ پختہ کیا ہے۔ ورنہ صرف خدا تعالیٰ کا یہ کہنا ہی کافی تھا۔ کہ میں وعدہ کرتا ہوں۔ اس وعدہ کی اتنی تائید اور پھر مختلف انبیاء کے ذریعہ اس کو اپنے بندوں تک پہونچانا۔ اس لئے تھا۔ کہ مومن کہیں جانوں اور مالوں کے پیش کرنے سے عذر نہ کر دیں؎

سودا کرنے کی غرض

پھر ایک طرف تو مومنوں کو مختلف نبیوں کے ذریعہ اس سودے کو اختیار کرنے کی تحریص دلائی ہے۔ اور دوسری طرف خود اس سودے کے متعلق فرمایا ہے۔ فَاسْتَبْشِرُوْا یعنی اس سودے سے تم رنجیدہ مت ہو۔ یہ غم کا موجب نہیں کیونکہ جو چیز تمہیں عوض میں دی جائے گی۔ وہ جنت ہے۔ جس کا ہر ایک خواہشمند ہے۔ اور وہ بڑی ہے۔ اس چیز کی نسبت جو تم سے لی جاتی ہے۔ پس تم یہ مت خیال کرو۔ کہ یہ سودا تم سے اس واسطے کیا جاتا ہے۔ کہ سودا کرنیوالے کا اس میں کچھ فائدہ ہے۔ اور اس کو اس میں اپنا منافع مدنظر ہے۔ اسلئے تم سے سودا کرتا ہے۔ بلکہ یہ سودا تم سے صرف اس غرض کے لئے کیا جاتا ہے۔ کہ تم کو انعام دیا جائے اور انعام بھی پھر چھوٹا نہیں۔ ایک بہت بڑا انعام۔ اور وہ انعام ہے۔ جس کی خواہش آدم سے لیکر آج تک کے لوگ کرتے چلے آئے ہیں۔ یہ سودا تم سے برائے نام سودا ہے۔ غرض صرف اس سودے کی تم کو بہت بڑا انعام دینا ہے۔ اور وہ انعام جنت ہے۔ جو تم کو گویا مفت دی جاتی ہے۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے؎

احمدیہ جماعت سے خدا کا سودا

غرض کہ یہ ایک ایسا سودا ہے۔ جو ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ اپنے فرستادوں کے ذریعہ مومنوں کے ساتھ کرتا چلا آیا ہے۔ اور اب بھی یہی سودا اس نے اس وقت کے فرستادہ کے ذریعہ سے احمدیہ جماعت کے ساتھ کیا ہے۔ اور اس کو بھی جنت حاصل کرنے کا موقعہ دیا ہے۔ تیرہ سو سال کے بعد یہ موقعہ جس میں جان اور مال دونوں کو خدا تعالیٰ کے راستہ میں قربان کرنے کا موقعہ ہو۔ کسی جماعت کو نہیں ملا۔ پس ہمیں خوش ہونا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہم کو محض اپنے فضل و کرم سے یہ موقع دیا ہے۔ کہ ہم اپنی جانوں اور مالوں کو خدا تعالیٰ کے راستہ میں قربان کریں۔ اور نہ صرف موقع ہی دیا جائے۔ بلکہ ایسی اشد ضرورت پیدا کر دی ہے۔ کہ ہم ضرور اس وقت اسلام کی اشاعت کے لئے ہر ممکن صورت سے کوشش کریں۔ اور اس حق کو جو ہمیں جری اللہ فی حلل الانبیاء کے ذریعہ سے ملا ہے۔ دنیا کے چاروں اطراف میں پھیلا دیں۔ اور ہم آرام نہ لیں۔ جب تک کہ ہم یہ نہ دیکھ لیں۔ کہ دنیا کے طالب بھی ایک خدا کے قائل ہو کر خدا ہی خدا پکار رہے ہیں؎

ہم میں سے ایک حصہ اس فرض کو سرانجام دے رہا ہے لیکن محض اس کے اس فرض کو پورا کر دینے سے ہم تبلیغ کرنے سے بری نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ ہمارا بچہ بچہ اس کام میں نہ لگ جائے۔ اب تک ہمارے تین بھائیوں نے اپنے وجودوں کو بھی محض حق کی خاطر سرزمین کابل میں قربان کر دیا ہے۔ انہوں نے جان دیدی۔ پر حق سے باز نہ آئے۔ انہوں نے اپنی جانوں کو اسلام کے لئے قربان کر دیا۔ ہمیں بھی چاہیئے۔ کہ ہم اپنی جانوں اور مالوں کو خدا تعالیٰ کی رضامندی کے حاصل کرنے کے لئے قربان کریں۔ اور اشاعت اسلام کے لئے اپنے مالوں اور جانوں کو وقف کر دیں۔ کیونکہ ہمارے ساتھ مالوں اور جانوں کے قربان کرنے کا سودا کیا گیا ہے۔

مالی قربانی کی ضرورت

اس وقت مال کے خرچ کرنے کی بڑی ضرورت ہے۔ تم اس ضرورت کو پورا کرو۔ یہ نہ سمجھو۔ کہ خدا تعالیٰ احمدیت کے پھیلانے میں تمہارا محتاج ہے۔ اور تم اگر روپیہ خرچ نہ کروگے۔ تو احمدیت نہ پھیلے گی۔ احمدیت تو ضرور پھیلیگی لیکن تم اس وقت ثواب کے مستحق نہ سمجھے جاؤ گے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فرستادہ کے ذریعہ تمہیں موقعہ دیا ہے۔ کہ تم اس وقت دین کی خدمت کرکے اور اس کی اشاعت میں حصہ لے کر ثواب حاصل کرو۔ اور یاد رکھو۔ کہ اس وقت فتوحات سے قبل خرچ کرنا بہت بڑے ثواب کا موجب ہے بہ نسبت اس خرچ کے جو فتوحات

کے بعد ہو۔ پس ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم اس ضرورت کے وقت سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اپنے مالوں کو سلسلہ کی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے قربان کریں ؛

مولوی نعمت اللہ خاں کی شہادت سے تحریک

اس وقت مولوی نعمت اللہ خاں نے ہم کو ایک سبق دیا ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم اپنے مالوں کو سلسلہ کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اسی طرح خرچ کردیں جس طرح انہوں نے سلسلہ کو پھیلانے اور اس کی اشاعت کے لئے جان قربان کردی ہے۔ ان کی قربانی کوئی معمولی قربانی نہیں۔ بلکہ بہت بڑی قربانی ہے۔ ان کی قربانی نے قلوب میں ایک تحریک پیدا کردی ہے۔ اور بہت سے لوگوں نے اپنے آپ کو کابل میں سلسلہ کی اشاعت کی غرض سے پیش کردیا ہے۔ پچھلے جمعہ میں نے ۱۷ تک کی تعداد بتائی تھی۔ اب ۲۶ تک تعداد پہنچ گئی ہے۔ جس میں تین افراد صیغہ تین گریجوایٹ ہیں۔ اور دو انڈر گریجوایٹ ہیں۔ بہ افغان ہیں۔ کچھ مولوی فاضل ہیں۔ باقی اور لوگ ہیں۔ جنکی درخواستیں باہر سے آئی ہیں۔ اور وہ بھی اس کام میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ اور اس کام کو مبارک خیال کرتے ہیں ؛

مالی امداد کیلئے اپیل

میں چاہتا ہوں۔ کہ وہ لوگ جنہیں خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنی جان پیش کرنے کا موقع ملے۔ وہ جان پیش کریں۔ اور جو مال پیش کرسکتے ہیں مال دیں۔ اس وقت اشاعت اسلام کے لئے مال کی ازحد ضرورت ہے۔ چاہیئے۔ کہ لوگ اس ضرورت کو محسوس کریں۔ اور جس قدر جلد ممکن ہو۔ اور جتنا ہو سکے۔ خرچ کریں۔ میں نے اس امر کے لئے ایک تحریک بھی کی ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ اس کی طرف متوجہ ہوں۔ اور سلسلہ کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے چندے آگے کی نسبت زیادہ دیں ؛

حضرت میر ناصر نواب کا انتقال

ایک اور بات جو میں کہنی چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ آج صبح ۹ بجے میر ناصر نواب صاحب کا انتقال ہوگیا ہے اور جمعہ کے بعد ان کا جنازہ پڑھا جائے گا۔ مجھے ضرورت نہیں۔ کہ میں ان کے اوصاف آپ لوگوں کے سامنے بیان کروں۔ کیونکہ آپ لوگ جانتے ہیں۔ کہ ان کو خدا تعالےٰ نے ہم سے پہلے یہ خاص امتیاز اور سعادت بخشی تھی۔ کہ آپ حضرت مسیح موعود کے خسر تھے۔ آپ نے اپنی زندگی مومنانہ اور متقیانہ طور پر بسر کی ہے۔ ہمیشہ قال اللہ اور قال رسول پر کاربند رہے۔ انہوں نے اپنی زندگی کا ایک حصہ ایسے عہدے کی ملازمت میں گذارا۔ جس میں رشوتیں لی جاتی تھیں۔ اور پھر انواع اقسام کے لالچوں کا بھی موقع تھا۔ لیکن انہوں نے اپنے آپ کو ہمیشہ بچائے رکھا۔ اور کبھی کوئی ناجائز چیز نہ لی۔ جس طرح کہ سوئر سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ اسی طرح آپ ناجائز مال سے پرہیز کرتے رہے۔ اور حلال کی روزی پر گذارہ کرتے رہے۔ ایک دفعہ آپ کو اثنائے ملازمت میں ایک ایسی فیس ادا کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ جس پر ان کی ملازمت کا انحصار تھا۔ وہ فیس کوئی بڑی فیس نہ تھی۔ صرف ۴۰ روپے تھی۔ لیکن انہوں نے درخواست دی۔ کہ میں یکمشت اتنی رقم ادا نہیں کرسکتا۔ قسطوں سے یہ رقم مجھ سے وصول کی جائے۔ اس محکمہ کے ملازم کے لئے اتنی تھوڑی رقم کا ادا کرنا کوئی مشکل امر نہ تھا۔ مگر آپ نے عرضی دی۔ کہ قسط وار لی جائے۔ حالانکہ یہ فیس ایسی نہ تھی کہ قسطوں سے وصول کی جاتی۔ بلکہ یکمشت ادا کرنی چاہیئے تھی۔ جب ان کی عرضی افسر کے سامنے پیش ہوئی۔ تو اس نے یقین کرلیا۔ کہ یہ دیانت دار آدمی ہے۔ اور ناجائز طور پر کچھ نہیں لیتا۔ اس وجہ سے فیس ادا کرنے سے مستثنیٰ کردیا ؛

آپ بہت عرصہ حضرت مسیح موعود کے قرب میں رہے اور اپنی زندگی سلسلہ کے لئے وقف کردی۔ اور بنی نوع کی خبرگیری اور بہتری کے لئے ہر وقت کوشاں رہے۔ باوجود بوڑھے اور کمزور ہونے کے دین کی خدمت غریبوں اور ضعیفوں کی مدد کرتے رہے۔ دین کے لئے چندہ وصول کرنے کے لئے ایسی ایسی جگہیں گئے۔ جہاں ابھی تک ہمارے مبلغ بھی نہیں گئے۔ آپ نے چندہ سے مسجد نور بنوائی۔ جو آپ کی یادگار رہے۔ پھر بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لئے نور ہسپتال بنوایا۔ جو آپ کے نام کو ہمیشہ کے لئے روشن کرتا رہیگا۔ دور الضعفاء کا محلہ آباد کیا۔ ہر ممکن صورت سے غریبوں کی امداد کرتے رہے۔ اور اسی کام میں انہوں نے اپنے آپ کو وقف کردیا۔ یہاں تک کہ آپ کو موت آگئی۔ جس سے چارہ نہیں۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ جس طرح انہوں نے ہماری خبرگیری اور امداد میں زندگی گذاری ہے۔ ہم بھی ان کے لئے بہت بہت دعائیں کریں۔ کہ خدا تعالےٰ ان کو جنت الفردوس میں داخل کرے ؛

مولوی ثناء اللہ اور الفضل کا ایک فقرہ

الفضل ۱۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۱۷ء میں ایک نامہ نگار کا مندرجہ ذیل فقرہ شائع ہوا :۔

"چونکہ آج ہر دوار سینجر پر مملکت روحانیت کا سلطان سوار ہونے والا تھا۔ اس لئے گاڑی کو ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ گنگا میں اشنان کرکے آئے۔ اس لئے وہ چند منٹ دیر کا عذر کرتی ہوئے پہنچی"

اس پر مولوی ثناء اللہ امرتسری متعدد مرتبہ ہنسی اڑا کر اپنی حماقت کا ثبوت دے چکا ہے۔ چنانچہ اہلحدیث ۲۹ر اگست میں بھی اس پر ہنسی اڑائی گئی ہے۔ مگر مولوی صاحب جیسا انسان ایسے اعتراض کرنے میں کسی طرح بھی حق بجانب نہیں۔ کیونکہ اوّل تو استعارات و مجازات سے وہ واقف ہیں۔ دوم وہ خود متعدد مرتبہ ایسے ایسے فقرات استعمال کرچکے ہیں۔ جن کا واقعہ میں کوئی وجود نہیں۔ مثال کے طور پر ہم دو فقرے پیش کرتے ہیں :۔

"اٹلی کی جو گت میدان طرابلس میں ہوئی۔ وہ صدیوں تک اسے یاد رہے گی۔ وہ ایسی پٹی کہ ننگے پاؤں بھاگی ...... اس کی فوج کے سرکش افسر طرابلس کی گلی کوچوں میں تلوار کے گھاٹ اتر کر یوں بیٹھے ہوئے نظر آئے جیسے تنہ دار بلند کھجوروں کے طویل القامت اور عالیشان درخت سخت ہوا۔ اور طوفان خیز آندھی کے زبردست زور سے سطح زمین کی پیمائش کے لئے جڑ سے اکھڑ کر گر پڑتے ہیں"

(اہلحدیث یکم دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۱ کالم ۲)

اسی دوسری جگہ لکھا ہے :۔

"اس وقت طرابلس میں اس (اٹلی) کی فوج تیس ہزار کے لگ بھگ تھی۔ جو اب تک سوائے جنگی بیڑے کی حمایت میں بیٹھ کر مکھیاں مارنے کے کوئی کارروائی نہیں کرسکی ؛

(اہلحدیث ۲۹ر دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۳ کالم ۲)

مولوی صاحب! اگر ریل نے اشنان نہیں کیا۔ تو کیا اٹلی کوئی عورت ہے جو "ننگے پاؤں بھاگی" یا کبھی کھجوروں کے درخت بھی سطح زمین کی پیمائش کرتے ہیں۔ یا فی الواقعہ اٹلی کی تیس ہزار فوج مکھیاں مار رہی تھی۔ شرم درکار ہے تعجب ہے۔ ان غلط اور خلاف واقعہ تمثیلات کے لکھنے والا الفضل کے مندرجہ بالا فقرے پر اعتراض کرے سے

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

خاکسار :۔ اللہ دتا جالندھری (مولوی فاضل) قادیان

محبت الٰہی یہ ایک رسالہ ہے جسکا مضمون نام سے ظاہر ہے۔ اور لکھنے والے امام وقت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز یہی دو باتیں اس بات کی کافی سے بڑھکر شہادت ہیں۔ کہ یہ کس شان اور عظمت کی کتاب ہے۔ انسان کا سب سے اہم اور اعلیٰ مقصد جو اس کی فطرت کا

مختصر ضروری خبریں

گاندھی جی کی صحت

ڈاکٹر انصاری صاحب کی طرف سے ۲۶ر تاریخ کے متعلق یہ اطلاع شائع ہوئی ہے۔ کہ آج صبح گاندھی جی کی نبض بالکل درست تھی۔ اور دَوران خون بھی حسب معمول تھا۔ ضعف بہت بڑھ چکا ہے۔ لیکن عام حالت تشویش ناک نہیں۔

گاندھی اور فاقہ کشی

دہلی ۲۶ر ستمبر۔ آج پنڈت موتی لال نہرو نے مجلس اتحاد کی منظور کردہ قرارداد کو سات بجے شام گاندھی جی کے سامنے پیش کیا جس کو سن کر گاندھی جی خوش نظر آتے تھے۔ اور فاقہ کشی ترک کرنے کے سوال پر وعدہ کیا۔ کہ اگر ڈاکٹروں نے مشورہ دیا۔ کہ برت ہلاکت خیز ہے۔ تو میں اس کے توڑنے پر غور کروں گا۔

شاہجہانپور میں امن

روہیلکھنڈ کے کمشنر نے شاہجہانپور سے اعلان کیا ہے۔ کہ شاہجہانپور کی آتش فساد برطانی فوج کے انتظام سے فرد ہو گئی ہے۔ چوک کی دکانیں اب کھل گئی ہیں لیکن قریب کے مواضع میں پریشانی کا دَور دورہ ہے۔ اب تک کل ۹ مقتول اور ۱۰۴ مجروح ہوئے ہیں۔

ایڈیٹر پر حملہ

کلکتہ کا اخبار "فارورڈ" لکھتا ہے۔ کہ ایک سو آدمی خاتون اخبار آنند بتسرہ کا" کے دفتر میں گئی۔ اور دریافت کیا۔ کہ اڈیٹر کون ہے یہ معلوم ہونے پر اس نے ایڈیٹر کو اپنی نسبت توہین آمیز مضمون شائع کرنے کی بناء پر خوب پیٹا۔ اور اڈیٹر کو بغیر معافی مانگنے کے کوئی چارہ نظر نہ آیا۔

بنارس یونیورسٹی پر جرمانہ کا دعویٰ

بنارس ۲۵ر ستمبر۔ بنارس کی ہندو یونیورسٹی کے ایک طالب علم نے سب جج بنارس کی عدالت میں یونیورسٹی کے خلاف ایک مقدمہ دائر کیا ہے۔ اسکا مطالبہ ہے۔ کہ یا تو یونیورسٹی اسے ایل ایل بی کے کامیاب طلباء میں ہونے کا اعلان کرے۔ ورنہ ۵۲۵۰ روپیہ کا جرمانہ دے۔ کیونکہ یونیورسٹی کے پراسپکٹس کے ماتحت وہ حق رکھتا ہے۔ کہ یونیورسٹی ایسا اعلان کرے۔ یونیورسٹی کا یہ بیان ہے۔ کہ یہ قاعدہ قانون کے امتحانوں کے علاوہ دوسرے امتحانوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

ریاست بھوپال کی طرف سے خلیفۃ المسلمین کا وظیفہ

بیگم صاحبہ بھوپال نے ایک سو پونڈ یعنی پندرہ سو روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر فرمایا ہے۔

معاہدہ رُوس و برطانیہ

لنڈن ۲۵ر ستمبر۔ معاہدہ روس و برطانیہ کے متعلق ہر طرف سے سخت اظہار نفرت ہو رہا ہے۔ اور حکومت برطانیہ کی انجمن صناعان اس معاہدہ کو سلطنت کے اخلاقی واقتصادی مفاد کے لئے سخت مضر جانتی ہے۔

وزرائے مصر اور برطانیہ کی گفتگو

اکسفورڈ ۲۶ر ستمبر مصر کے وزیر اعظم زاغلول پاشا اور برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر میکڈانلڈ کے درمیان ابتدائی گفت وشنید ہوئی جس میں گذشتہ ایام میں پیدا ہونے والی غلط فہمیاں دُور کی گئیں۔

حکومت ترکی کی عہد نامہ لوزان کی خلاف ورزی

اکسفورڈ ۲۶ر ستمبر۔ کل برطانیہ کے سر برآوردہ قائم مقام لارڈ پارمور نے جنیوا میں جمعیۃ الاقوام کی توجہ کو اس امر کی طرف منعطف کرایا۔ کہ ترکوں نے سرحد عراق و ترکی کے متعلق سابقہ مفاہمت کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس نے کہا۔ کہ گذشتہ دس دنوں کے اندر اندر عمادیہ کے گرد و نواح میں ترکوں نے دو یا تین دفعہ پیش دستی کی ہے۔ اسیریا کے عیسائیوں اور اہل قبائل کی بہت بڑی تعداد حفاظت وصیانت کے لئے عمادیہ میں آگئی ہے۔ سرحد کی حفاظت کے لئے برطانی ہوا بازوں کو بھیجا گیا۔ جنہوں نے حملہ آوروں پر فائر کئے۔ جو ولایت موصل کی برطانی انتظامی حدود میں گھس آئے تھے۔ ترکوں نے جن مقتولین و مجروحین کو پیچھے چھوڑا۔ ان میں باقاعدہ ترکی سپاہی بھی تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حکومت ترکی نے بھی اس علاقہ پر حملہ کرنے میں حصہ لیا ہے۔ لارڈ پارمور نے اعلان کیا۔ کہ حکومت ترکی کا یہ فعل عہد نامہ لوزان کی خلاف ورزی ہے۔ کیونکہ اس میں یہ قرار پایا تھا۔ مسئلہ موصل کے تصفیہ تک برطانیہ اور ترکی ہر قسم کی فوجی نقل و حرکت سے محترز رہیں گے۔ حکومت برطانیہ نے عراق کے برطانی حکام کو اختیار دیدیا ہے۔ کہ مزید حملہ کا سد باب کرنے کے لئے ہر قسم کی ضروری تدابیر اختیار کی جائیں۔

ترکی قائم مقام کا جواب

فتحی بے نے سرحد عراق کے متعلق برطانیہ کے نقطہ نگاہ سے اتفاق نہ کیا۔ اور اعلان کیا۔ کہ موصل کی قسمت ایک متنازعہ فیہ امر ہے۔ پھر کس طرح فرض کیا جاتا ہے۔ کہ وہ برطانوی اقتدار میں ہے۔ ترکی نے اس صوبہ کے حق سیادت سے دست برداری کا وہم تک نہیں کیا جس میں ترکوں اور کردوں کی اکثریت آباد ہے۔ آپ نے اعلان کیا۔ کہ ترکی ہر اس سرحد کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے۔ جس کی تعیین وہاں کے باشندوں سے استصواب کرنے کے بعد کی جائے۔

گاندھی جی کا پیغام کانفرنس میں

شامل ہونیوالوں کے نام جس چیز کی ضرورت ہے۔ وہ دل کا اتحاد ہے۔ اور یہ صرف اس طرح ہو سکتا ہے۔ جب دل کی بات کہی جائے۔ اگر مسلمان یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ مندروں کی بےحرمتی ان کا فرض ہے۔ یا جو شخص ایمانداری کے ساتھ اسلام ترک کردے۔ یا جو شخص اسلام قبول کرنے کے بعد دوسرا مذہب اختیار کرلے۔ تو وہ سزا کا مستحق ہے۔ یا اگر وہ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ مسجد کے سامنے باجہ کو زبردستی بند کردینا چاہیئے۔ تو اس کا انہیں صاف صاف اعلان کردینا چاہیئے۔

امیر کابل کا اپنی سفاکی پر فخر

جمعیۃ العلماء دیوبند کو ان کے پیغام کے جواب میں امیر کابل نے لکھا ہے۔ آپ کا پیغام برقی مورخہ ۱۶ر ستمبر موصول ہوا۔ جس میں آپ نے ایک فیصلہ شرعی کی تائید کی ہے۔ اور اس سے موافقت کا اظہار کیا ہے۔ حکومت افغانستان اس تائید اور موافقت کے لئے آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتی ہے۔

بمبئی کی مستورات کی درخواست گاندھی جی سے

بمبئی ۲۵ر ستمبر۔ بمبئی میں ہر قوم وفرقہ کی مستورات کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں یہ قرار پایا۔ کہ تمام فرقوں میں اتحاد پیدا کرانے کی سعی بلیغ کی جائے۔ کیونکہ گاندھی جی کو یہ اتحاد مطلوب ہے۔ ایک چٹھی دو ہزار مستورات کے دستخطوں کے ساتھ گاندھی جی کو بھیجا گیا۔ کہ وہ اپنا برت چھوڑ دیں۔

ایڈیٹر لائل گزٹ کو سزائے قید

ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا گیا ہے۔ سردار رام سنگھ صاحب کو ایک سال قید سخت اور دو سو روپیہ جرمانہ ہوا ہے۔ جرمانہ ادا نہ کرنے کی صورت میں دو ماہ مزید قید سخت بھگتنی پڑے گی۔ یہ لائل گزٹ کے دوسرے ایڈیٹر ہیں۔ جو قید ہوئے ہیں۔

گاندھی جی کی حالت

دہلی کی ۲۷ر تاریخ کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ گاندھی جی بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ ہر وقت چارپائی پر لیٹے رہتے ہیں۔ ان کی اہلیہ انکی خدمت کر رہی ہے۔

(باہتمام عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)